فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۳۳)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): مندرجہ ذیل آیت سے نبی کریم ﷺ کے عالم الغیب ہونے پر استدلال کیا جاتا ہے، اس کی کیا حقیقت ہے؟

❀ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ أَحَدًا * إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُولٍ﴾ (الجن : ٢٦، ٢٧)

''(وہی) عالم الغیب ہے، وہ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا، سوائے رسول کے، جسے وہ پسند کرے۔''

(جواب): اس آیت سے نبی کریم ﷺ کا عالم الغیب ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

قَوْلُهٗ : ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُولٍ﴾ هٰذِهٖ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى : ﴿وَلا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ إِلَّا بِمَا شَاءَ﴾ (البقرة : ٢٥٥) وَهٰكَذَا قَالَ هَاهُنَا : إِنَّهٗ يَعْلَمُ الْغَيْبَ وَالشَّهَادَةَ، وَإِنَّهٗ لَا يَطَّلِعُ أَحَدٌ مِّنْ خَلْقِهٖ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ إِلَّا مِمَّا أَطْلَعَهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ؛ وَلِهٰذَا

قَالَ : ﴿فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُولٍ﴾ وَهٰذَا يَعُمُّ الرَّسُولَ الْمَلَكِيَّ وَالْبَشَرِيَّ.

''اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ أَحَدًا ❊ إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُولٍ﴾''(وہی) عالم الغیب ہے، وہ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا، سوائے کسی رسول کے جسے وہ پسند کرے۔'' اس آیت کی طرح ہے:﴿وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ إِلَّا بِمَا شَاءَ﴾(البقرة : ٢٥٥) ''وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کو اپنے احاطے میں نہیں لا سکتے، سوائے اس بات کے جو وہ چاہے۔'' اسی طرح یہاں فرمان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ غیب اور ظاہر چیزوں کو جاننے والا ہے۔ اس کی مخلوق میں سے کوئی بھی اس کے علم میں سے کسی بھی چیز پر اطلاع نہیں پا سکتا، سوائے اس چیز کے جس پر اللہ تعالیٰ خود کسی کو مطلع کر دے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا کہ:﴿فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ أَحَدًا ❊ إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُولٍ﴾''وہ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا سوائے کسی رسول کے جسے وہ پسند کرے۔'' یہ بات فرشتے رسول اور بشر رسول دونوں کو شامل ہے۔''

(تفسیر ابن کثیر : 326/4)

❁ نیز فرماتے ہیں:

أَمَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى أَنْ يُفَوِّضَ الْأُمُورَ إِلَيْهِ، وَأَنْ يُخْبِرَ عَنْ نَفْسِهٖ أَنَّهٗ لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ، وَلَا اطِّلَاعَ لَهٗ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ إِلَّا

بِمَا أَطْلَعَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ، كَمَا قَالَ تَعَالَى : ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ أَحَدًا﴾ .

''اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا ہے کہ آپ تمام امور اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیں اور اپنے بارے میں خبر دے دیں کہ وہ مستقبل کے غیب کو نہیں جانتے، نہ آپ کو اس میں سے کسی چیز کی اطلاع ہے، سوائے اس کے جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اطلاع دے دی ہے جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ أَحَدًا﴾ ''(وہی) عالم الغیب ہے، وہ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔''

(تفسير ابن كثير : 249/3)

مزید فرماتے ہیں:

ثُمَّ قَالَ : ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ﴾ أَيْ أَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ غَيْبَ اللّٰهِ فِي خَلْقِهٖ حَتّٰى يُمَيِّزَ لَكُمُ الْمُؤْمِنَ مِنَ الْمُنَافِقِ، لَوْلَا مَا يَعْقِدُهٗ مِنَ الْأَسْبَابِ الْكَاشِفَةِ عَنْ ذٰلِكَ .ثُمَّ قَالَ : ﴿وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهٖ مَنْ يَشَاءُ﴾ كَقَوْلِهٖ : ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ أَحَدًا ......﴾ .

''پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ﴾ ''اللہ تعالیٰ تمہیں غیب پر مطلع نہیں کرنے والا۔'' یعنی تم اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں موجود اس کا غیب نہیں جان سکتے کہ تمہیں مؤمن اور منافق کی تمیز ہو جائے۔

ہاں اگر وہ اسباب موجود ہوں، جو اس غیب سے پردہ اٹھا سکتے ہیں، پھر فرمایا: ﴿وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاءُ﴾ ''لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں جسے چاہتا ہے، (اس غیب سے پردہ اٹھانے کے لیے) اس کا انتخاب کر لیتا ہے۔'' یہ فرمان اس آیت کی طرح ہی ہے: ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ أَحَدًا......﴾ ''(وہی) عالم الغیب ہے، وہ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا......۔''

(تفسیر ابن کثیر : 155/2)

یعنی اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی اپنے رسول کو غیب کی بات پر مطلع کر دیتے ہیں۔

(سوال): جو کسی غیر نبی کو نبی سے افضل مانے، اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب): مخلوق میں سب سے افضل انبیا ہیں، جو کسی غیر نبی کو نبی سے افضل مانے، وہ کافر ہے۔

❁ علامہ ابوالحسن علی بن یحییٰ زوندویستی حنفی (۳۸۲ھ) لکھتے ہیں:

أَجْمَعَتْ الْأُمَّةُ عَلٰى أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ أَفْضَلُ الْخَلِيقَةِ وَأَنَّ نَبِيَّنَا عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَفْضَلُهُمْ.

''امت کا اجماع ہے کہ مخلوق میں سب سے افضل انبیائے کرام ہیں اور ہمارے نبی (محمد ﷺ) انبیا میں سب سے افضل ہیں۔''

(البحر الرّائق لابن نُجیم : 353/1، حاشية الطّحطاوي : 184/1، فتاویٰ شامی: 527/1)

❁ شیخ الاسلام، ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلْأَنْبِيَاءُ أَفْضَلُ الْخَلْقِ بِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِينَ.

''مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ انبیائے کرام مخلوق میں سب سے **افضل** ہیں۔''

(مِنہاج السُّنّۃ : 417/2)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ النُّبُوَّةَ أَعْلٰى رُتْبَةً بِلَا خِلَافٍ .

''بلاشبہ نبوت سب سے اعلیٰ منصب ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں۔''

(تفسیر ابن کثیر :222/1)

سوال: کیا ولی کا مقام نبی سے **افضل** ہے؟

جواب: مسلمانوں کا اجماع ہے کہ مخلوق میں نبوت سب سے بڑا اعزاز اور رتبہ ہے، کوئی ولی کسی نبی سے **افضل** نہیں۔

❁ علامہ عبدالقاہر بن طاہر بغدادی رحمہ اللہ (۴۲۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ أَصْحَابُنَا مَعَ أَكْثَرِ الْأُمَّةِ عَلٰى أَنَّ كُلَّ نَبِيٍّ أَفْضَلُ مِنْ كُلِّ وَلِيٍّ لَيْسَ بِنَبِيٍّ، وَزَعَمَتِ الْغُلَاةُ مِنَ الرَّوَافِضِ أَنَّ الْأَئِمَّةَ أَفْضَلُ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ .

''اکثر امت کے ساتھ ساتھ ہمارے اصحاب کا اجماع ہے کہ ہر نبی، ہر غیر نبی ولی سے **افضل** ہے، جبکہ غالی روافض کا خیال ہے کہ (ان کے) ائمہ، انبیائے کرام علیہم السلام سے **افضل** ہیں۔''

(أُصول الدِّین، ص 298)

سوال: کیا نبی کی تعظیم فرض ہے؟

جواب: نبی کی تعظیم فرض و واجب ہے، یہ ایمان کی بنیادی شرط ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کی تعظیم ہر مؤمن کے ایمان کا جزو لازم ہے، لیکن اس تعظیم کی حدود کون متعین کرے گا؟ یقیناً یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کا ہی حق ہے۔

۞ علامہ بشیر احمد سہسوانی رحمہ اللہ (۱۳۲۶ھ) فرماتے ہیں:

''ہم تمام اہل حدیث رسول اکرم ﷺ کی ہر وہ تعظیم بجالاتے ہیں، جو قرآنِ کریم اور سنت ثابتہ میں وارد ہے، خواہ وہ تعظیم فعلی ہو، قولی ہو یا اعتقادی۔ قرآن عزیز اور سنت مطہرہ میں اس طرح کی بہت زیادہ تعظیم موجود ہے۔۔۔ لیکن اہل بدعت کی تعظیم کی حد یہ ہے کہ وہ لوگ کوئی بدعت جاری کر لیتے ہیں، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کی طرف شد رحال، ولادت رسول کی رات جشن، مولد کی قرائت، آپ ﷺ کی ولادت کے ذکر کے وقت قیام کرنا، اذان میں مؤذن کے أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ کہنے کے وقت انگوٹھے چومنا، آپ ﷺ کی قبر مبارک کے سامنے بت بن کر کھڑے ہونا، آپ ﷺ سے حاجات طلب کرنا اور آپ ﷺ کے نام کی نیاز دینا وغیرہ۔ یہ لوگ قرآن وسنت کی ثابت شدہ تعلیمات سے کوسوں دور ہیں۔''

(صيانة الإنسان عن وسوسة دحلان، ص 244)

۞ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

''رسولوں کی تعظیم کا انحصار اس پر ہے کہ انبیا کی لائی ہوئی خبروں کی تصدیق کی جائے، ان کے احکام کی پیروی کی جائے، ان سے محبت وموالاۃ رکھی جائے۔''

(كتاب الردّ على الأخنائي، ص 24)

سوال: نبی کی توہین کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

(جواب): نبی کی تعظیم واجب ہے، کسی بھی نبی کی توہین کرنے والا کافر اور مرتد ہے۔ توہین ثابت ہونے کے بعد اس کی سزا قتل ہے، جس کا نفاذ ریاست کی ذمہ داری ہے، ہر ایک کو قانون ہاتھ میں لینے کی قطعاً اجازت نہیں، یہ فساد فی الارض کی قبیل سے ہے اور بذات خود ایک برائی ہے، یادرہے کہ برائی کو برائی سے ختم نہیں کیا جاسکتا۔

عدالت اسلامیہ کو بھی چاہیے کہ توہین رسالت کے مرتکب کو بروقت کیفر کردار تک پہنچائے اور اس میں کسی اندرونی یا بیرونی دباؤ کا شکار نہ ہو، تاکہ عام آدمی کو قانون ہاتھ میں لینے کا موقع نہ ملے، کیونکہ توہین رسالت پر سزا سنانا اور اس پر عمل کرانا عدالت کی ہی ذمہ داری ہے، ورنہ روز قیامت ذمہ داران سے باز پرس ہوگئی اور ممکن ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے ہی محروم کردیے جائیں، جو کہ بہت بڑی رسوائی ہے۔

(سوال): سب سے پہلے نبی کون ہیں؟

(جواب): سب سے پہلے نبی ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام ہیں۔

(سوال): کیا نبیوں کے معجزات حق ہیں؟

(جواب): معجزہ وہ خارق عادت امر ہے، جو درحقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے پیغمبر کی تائید کے ساتھ ساتھ عزت وتکریم اور شرف واعزاز کا اظہار ہوتا ہے۔ کفار کے ایمان لانے اور مومنوں کے لیے ایمان میں پختگی کا باعث ہوتا ہے۔ معجزہ کو عقل کے پیمانے میں ناپنا درست نہیں۔ عقل سلیم وہی ہوتی ہے، جو امور شریعت کو قبول کرتی ہے، جبکہ عقل سقیم معجزہ کیا، چھوٹی سے چھوٹی چیز کو بھی قبول کرنے سے قاصر رہتی ہے۔

معجزہ نبوت کی صداقت پر ایسی دلیل ہے، جو عاجز کردیتی ہے۔ شریعت کی اصطلاح میں معجزہ کو ''آیت'' کہتے ہیں۔ معجزات حق ہیں۔ ان کا انکار کفر ہے۔ جس نبی کا جو معجزہ کتاب

وسنت سے ثابت ہے، اس پر ایمان لانا ضروری ہے، یہ "رسولوں پر ایمان" کی قبیل سے ہے۔

معجزات من جانب اللہ ہوتے ہیں، جو نبی کی نبوت کی صداقت پر دلیل ہوتے ہیں۔ ان پر انبیا کا اختیار نہیں ہوتا۔ لہٰذا معجزات کو دلیل بنا کر یہ کہنا کہ پیغمبر مشکل کشا اور کارساز ہیں، نادانی ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾(العنکبوت: ٥٠)

"کہہ دیجیے کہ تمام نشانیاں اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں۔"

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ﴾(الرعد: ٣٨)

"کسی رسول کے اختیار میں نہیں کہ وہ اللہ کے اذن کے بغیر کوئی نشانی دکھائے۔"

❁ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَمَا كَانَ لَنَا أَنْ نَأْتِيَكُمْ بِسُلْطَانٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ﴾(إبراهيم: ١١)

"(رسولوں نے کہا:) ہمارے اختیار میں نہیں ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کوئی معجزہ دکھا سکیں۔"

ہمارے نبی محمد رسول اللہ ﷺ کو بے شمار معجزات سے نوازا گیا ہے۔ سب سے بڑا معجزہ قرآن کریم ہے۔

❁ علامہ ابن العربی مالکی رحمہ اللہ (٥٤٣ھ) فرماتے ہیں:

"ہم نے نبی کریم ﷺ کے ہزار معجزے جمع کیے ہیں۔ یہ دو طرح کے ہیں؛ ① جن کا ذکر قرآن کریم میں ہے، وہ تو متواتر ہیں۔ ② جو خبر واحد کے ساتھ نقل

ہوئے ہیں۔ یہ وہ اُمور ہیں، جو نبی کریم ﷺ سے خرق عادت صادر ہوئے ہیں، ان کا صدور ایک نبی سے ہی ہوسکتا ہے، ان کے ذریعہ چیلنج کیا جاتا ہے۔''

(المَسالك شرح مؤطأ الإمام مالك: 455/2)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمُصْطَفٰی بِمُعْجِزَاتٍ أُخَرَ زَائِدَاتٍ عَلَی الْأَلْفِ وَالْمِئَیْنِ .

''مصطفیٰ کریم ﷺ کو ان بارہ سو کے علاوہ بھی معجزات عطا ہوئے ہیں۔''

(شرح مقدمة صحيح مسلم: 2/1)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (٧٢٨ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ جَمَعْتُ نَحْوَ أَلْفِ مُعْجِزَةٍ .

''میں نے تقریبا ایک ہزار معجزات جمع کیے ہیں۔''

(الفُرقان بين أولياء الرّحمٰن وأولياء الشّيطان، ص 158)

سوال: کیا انبیا اپنی قبروں میں زندہ ہیں؟

جواب: سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنی برزخی زندگی گزار رہے ہیں، وہ دنیا سے لاتعلق ہیں، قبر میں ان کے اجساد مبارکہ محفوظ ہیں، انہیں مٹی نہیں کھاسکتی، اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیائے کرام کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے۔

سوال: کیا نبی کریم ﷺ کا ترکہ تقسیم نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ زندہ ہیں اور زندہ کی جائیداد تقسیم نہیں ہوتی؟

جواب: نبی کریم ﷺ اپنی زندگی گزار کر دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں اور اللہ کی نعمتوں میں ہیں، دنیا سے لاتعلق ہیں، دوسروں کی طرح آپ ﷺ بھی برزخی حیات گزار

رہے ہیں، مگر آپ ﷺ کا جسد مبارک آج بھی قبر میں تازہ بہ تازہ ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ترکہ تقسیم نہ ہونے کی وجہ آپ ﷺ کا زندہ ہونا نہیں، کیونکہ آپ پر موت آ چکی ہے، بلکہ آپ ﷺ کا ترکہ تقسیم نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ نبی کی وراثت تقسیم نہیں ہوتی، بلکہ وہ عام صدقہ ہوتی ہے۔ یہ نبی کا خاصہ ہے۔

❀ متواتر حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا نُورَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ .

''ہماری میراث نہیں ہوتی۔ ہمارا متروکہ مال صدقہ ہوتا ہے۔''

(صحيح البخاري : 6727، صحيح مسلم :1761، عن أبي هريرة)

یہ حدیث نبی کریم ﷺ سے کئی صحابہ نے سنی ہے۔

① سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

(صحيح البخاري : 3093)

② عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

(صحيح البخاري : 3094)

③ سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ

(صحيح البخاري : 3094)

④ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

(صحيح البخاري : 3094)

⑤ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

(صحيح البخاري : 3094)

⑥ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

(صحيح البخاري : 3094)

⑦ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

(صحيح البخاري : 3094)

⑧ سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ

(صحيح البخاري : 3094)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس حدیث کو متواتر قرار دیا ہے۔

(موافقة الخبر الخبر : 179/2)

سوال: نبی کریم ﷺ کی بعثت کن کی طرف کی گئی؟

جواب: پہلے نبی ایک قوم، قبیلہ، یا علاقہ کی طرف مبعوث کیے جاتے تھے، مگر محمد کریم ﷺ چونکہ آخری نبی اور رسول ہیں، لہٰذا آپ ﷺ کو قیامت تک کے تمام علاقوں اور زمانوں میں پیدا ہونے والے انسانوں اور جنوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔ اب نبی کریم ﷺ کے متعلق جاننے کے بعد بھی کوئی ایمان نہ لائے، تو وہ کافر ہے اور جہنمی ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِّنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ وَّلَا نَصْرَانِيٌّ، ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ؛ إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ .

''اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس امت کا جو بھی یہودی و نصرانی میرا پیغام سنے اور میری تعلیمات پر ایمان لائے بغیر مر جائے، وہ جہنمی ہے۔'' (صحيح مسلم : 153)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (676ھ) لکھتے ہیں:

قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِّنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ، أَيْ مَنْ هُوَ مَوْجُودٌ فِي زَمَنِي وَبَعْدِي إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَكُلُّهُمْ يَجِبُ عَلَيْهِمُ الدُّخُولُ فِي طَاعَتِهٖ، وَإِنَّمَا ذَكَرَ الْيَهُودِيَّ وَالنَّصْرَانِيَّ تَنْبِيهًا عَلٰى مَنْ سِوَاهُمَا، وَذٰلِكَ لِأَنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى لَهُمْ كِتَابٌ، فَإِذَا كَانَ هٰذَا شَأْنَهُمْ مَّعَ أَنَّ لَهُمْ كِتَابًا؛ فَغَيْرُهُمْ مِّمَّنْ لَّا كِتَابَ لَهٗ أَوْلٰى .

''فرمان رسول ﷺ: ''اس امت کا جو بھی فرد میرا پیغام سنے گا۔'' سے مراد یہ ہے کہ میری اطاعت قیامت تک کے لئے سب پر واجب ہے، وہ میرے زمانے کے لوگ ہوں یا میرے بعد آئیں۔ پھر آپ ﷺ نے یہود و نصاری کا ذکر کیا، حالاں کہ یہود و نصاری کے پاس اپنی کتاب موجود ہے، دراصل آپ سمجھانا چاہتے تھے کہ اگر یہود و نصاری اہل کتاب ہونے کے باوجود رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے کے مکلّف ہیں تو وہ لوگ جن کے پاس کتابیں نہیں ہیں، بالاولی آپ ﷺ پر ایمان لانے کے مکلّف ہوں گے۔''

(شرح مسلم : 2/188-189)

سوال: کیا نبی کریم ﷺ حیوانات اور جمادات کی طرف بھی مبعوث ہوئے ہیں؟

جواب: نبی کریم ﷺ جن و انس کی طرف مبعوث ہوئے ہیں، کسی اور مخلوق کی طرف مبعوث نہیں ہوئے، اسی لیے جن و انس کے علاوہ کوئی مخلوق مکلّف نہیں ہے، جب جانور، درخت اور پتھر وغیرہ مکلّف ہی نہیں، تو ان کی طرف بعثت کیسی؟

(سوال): کیا نبی کریم ﷺ میں اللہ تعالیٰ کی صفات جلوہ گر ہیں؟

(جواب): یہ غلو پر مبنی گمراہ کن نظریہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کسی مخلوق میں جلوہ گر نہیں ہوتیں۔ نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جو بھی خوبی دی ہے، وہ اللہ کی صفت نہیں ہے، یا صفت میں سے نہیں ہے۔ اللہ کی صفات اس کے شایان شان ہے اور مخلوق کی صفات مخلوق کے شایان شان ہیں۔

(سوال): کیا معراج کی رات نبی کریم ﷺ عرش پر گئے؟

(جواب): نبی کریم ﷺ کا معراج حق ہے، آپ ﷺ عالم بیداری میں بنفس نفیس مسجد حرام سے ساتویں آسمان، بلکہ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے، اس بارے میں متواتر احادیث وارد ہیں، مگر کسی روایت میں یہ ثابت نہیں کہ آپ ﷺ عرش یا کرسی پر تشریف لے گئے۔

(سوال): کیا معراج کی رات نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا ہے؟

(جواب): معراج کی رات نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا۔

❀ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ؟ قَالَ : نُورٌ أَنّٰى أَرَاهُ .

''میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: کیا آپ نے اپنے ربّ کو دیکھا ہے؟ فرمایا: وہ تو نور ہے، میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں۔''

(صحیح مسلم : 178)

❀ صحیح مسلم کی اس روایت میں رَأَيْتُ نُورًا . ''میں نے نور دیکھا۔'' کے الفاظ بھی ہیں، جن کا معنی بیان کرتے ہوئے امام ابن حبان رحمہ اللہ (۳۵۴ھ) فرماتے ہیں:

مَعْنَاهُ أَنَّهُ لَمْ يَرَ رَبَّهُ، وَلٰكِنْ رَآى نُورًا عُلْوِيًّا مِنْ أَنْوَارِ الْمَخْلُوقَةِ .

''اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ربّ کو نہیں دیکھا، بلکہ مخلوق (فرشتوں) کے نوروں میں سے ایک بلند نور دیکھا تھا۔''

(صحیح ابن حبان، تحت الحدیث : 58)

❁ **سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:**

مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَآى رَبَّهُ فَقَدْ كَذَبَ .

''جو آپ کو یہ بیان کرے کہ محمد ﷺ نے اپنے ربّ کو دیکھا ہے، وہ جھوٹ بولتا ہے۔''

(صحیح البخاري : 4855، صحیح مسلم : 177)

❁ **شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:**

''ایسی کوئی دلیل نہیں، جس سے ثابت ہوتا ہو کہ نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ نہ یہ صحابہ کرام میں سے کسی سے ثابت ہے، نہ کتاب وسنت میں کوئی ایسی دلیل ہے۔ اس کے برعکس صحیح نصوص اس کی نفی میں زیادہ واضح ہیں۔'' (مجموع الفتاویٰ : 509/6)

❁ **حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:**

مَا رُوِيَ ذٰلِكَ مِنْ إِثْبَاتِ الرُّؤْيَةِ بِالْبَصَرِ فَلَا يَصِحُّ مِنْ ذٰلِكَ لَا مَرْفُوعًا بَلْ وَلَا مَوْقُوفًا، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ .

''نبی کریم ﷺ کے اللہ تعالیٰ کو آنکھ سے دیکھنے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے، وہ نہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے نہ صحابہ کرام سے۔''

(الفُصول في سیرة الرّسول، ص 268)

❀ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَرِدْ نَصٌّ بِأَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَآى رَبَّهٗ بِعَيْنِ رَأْسِهٖ، بَلْ وَرَدَ مَا يَدُلُّ عَلٰى نَفْيِ الرُّؤْيَةِ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ کو سر کی آنکھ کے ساتھ دیکھنے کے بارے میں کوئی دلیل نہیں ملتی، البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھنے کے بارے میں دلائل ملتے ہیں۔''

(شرح العقيدة الطّحاوية :222/1)

(سوال): کیا ساری کائنات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محتاج اور نیاز مند ہے؟

(جواب): سارا عالم صرف اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے محتاج تھے اور حاجات میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے تھے۔

❀ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

﴿فَقَالَ رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنْزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ﴾(القصص : ٢٤)

''موسیٰ نے دعا کی: میرے رب! تو جو خیر میری طرف اُتارے، میں اس کا محتاج ہوں۔''

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللّٰهِ﴾(فاطر : ١٥)

''لوگو! تم سب اللہ تعالیٰ کے محتاج ہو۔''

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ﴾(محمّد : ٣٨)

''اللہ تعالیٰ غنی ہے اور تم سب محتاج۔''

رسول اللہ ﷺ اپنی ہر حاجت اللہ تعالیٰ سے ہی مانگتے تھے۔اسی لیے آپ ﷺ ہر دعا کا آغاز اَللّٰھُمَّ یا رَبِّ سے کیا کرتے تھے۔

یاد رہے کہ جو شخص جتنا زیادہ رب تعالیٰ کا محتاج بندہ بن کر رہے، اس کے لیے اتنا بڑا کمال ہے، اس لیے نبی کریم ﷺ سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے محتاج تھے۔

سوال: کیا نبی کریم ﷺ روز قیامت ہر ایک کی شفاعت کریں گے؟

جواب: نبی کریم ﷺ کو شفاعت کا اذن دیا جائے گا، مگر آپ ﷺ اسی کے بارے میں شفاعت کر سکیں گے، جس کے متعلق آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت دی جائے گی اور اتنی ہی شفاعت کر سکیں گے، جتنی شفاعت کرنے کی اجازت ہو گی، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی شفاعت نہیں کر سکتا۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿یَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ﴾(طٰهٰ : ۱۰۹)

''اس دن شفاعت اسی کو نفع دے گی، جس کے لیے رحمٰن اجازت دے گا۔''

سوال: کیا نبی کریم ﷺ سے محبت ایمان ہے؟

جواب: ایمان کی بنیادی شرط ہی یہ ہے کہ ماں باپ، بیوی بچوں اور ساری مخلوقات سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ سے محبت کی جائے۔محبت رسول کے بغیر ایمان نہیں۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ، حَتّٰى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ .

''کوئی اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہوسکتا، جب تک میں اسے اس کے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہوجاؤں۔''

(صحيح البخاري : 15، صحيح مسلم : 44)

سوال: کیا رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے؟

جواب: بے شک رسول اللہ ﷺ کی اطاعت دراصل اللہ تعالیٰ کی ہی اطاعت ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہوتی ہے، آپ شریعت کے معاملہ میں وحی کے پابند تھے، جو کرتے یا فرماتے، وہ وحی سے ہوتا تھا، لہٰذا آپ ﷺ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ﴾(النّساء : ٨٠)

''جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی۔''

رسول اللہ ﷺ کا اتباع اللہ کا اتباع تب ہوگا، جب آپ کے اقوال وافعال اور احوال وحی کے تابع ہوں گے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللّٰهِ﴾(المائدة : ٦٤)

''ہم نے رسول اس لیے بھیجے کہ ان کی اللہ کے اذن سے اطاعت کی جائے۔''

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔

سوال: بعض کہتے ہیں کہ ''آدمی اگر فرض نماز میں ہو اور حضور اُسے یاد فرمائیں، فوراً جواب دے اور حاضر خدمت ہو اور یہ شخص کتنی ہی دیر تک حضور سے کلام کرے، بدستور نماز میں ہے، اس سے نماز میں کوئی خلل نہیں۔'' اس کی کیا حقیقت ہے۔

(جواب): یہ محض غلو پر مبنی بے دلیل بات ہے۔ نبی کریم ﷺ کسی صحابی کو دوران نماز آواز دیتے، تو صحابی کو یہی حکم تھا کہ وہ نماز چھوڑ کر نبی کریم ﷺ کی بات سنیں۔ مگر اس سے نماز ختم ہو جاتی۔

❁ سیدنا ابوسعید بن معلیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

مَرَّ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أُصَلِّي، فَدَعَانِي فَلَمْ آتِهِ حَتّٰى صَلَّيْتُ ثُمَّ أَتَيْتُ، فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْتِيَنِي؟ فَقُلْتُ: كُنْتُ أُصَلِّي، فَقَالَ: أَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ﴾(الأنفال: ٢٤)

''میں نماز پڑھ رہا تھا کہ مجھ پر نبی کریم ﷺ کا گزر ہوا، آپ ﷺ نے مجھے بلایا، مگر میں فوراً حاضر خدمت نہ ہوا، بلکہ نماز مکمل کر کے حاضر ہوا، تو فرمایا: آپ فوراً میرے پاس کیوں نہ آئے؟ عرض کیا: میں نماز پڑھ رہا تھا۔ فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ﴾(الأنفال: ٢٤) ''اہل ایمان! اللہ و رسول کی (فوراً) بات مانو، جب وہ تمہیں اس چیز کی دعوت دیں، جس میں تمہاری زندگی ہے۔''

(صحيح البخاري: 4703)

(سوال): کیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی نماز عصر رہ جانے کی وجہ سے سورج واپس لوٹایا گیا؟

(جواب): سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے سورج پلٹنے کے متعلق ساری کی ساری روایات ضعیف، منکر اور باطل ہیں۔ کسی میں مجہول، کسی میں ضعیف اور کسی میں متروک راوی پائے

جاتے ہیں۔

اہل علم نے اس روایت کوضعیف قرار دیا ہے۔

۞ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ ضَعِيفٌ وَّمُنْكَرٌ مِّنْ جَمِيعِ طُرُقِهٖ، فَلَا تَخْلُو وَاحِدَةٌ مِّنْهَا عَنْ شِيعِيٍّ، وَّمَجْهُولِ الْحَالِ، وَشِيعِيٍّ وَّمَتْرُوكٍ .

''یہ روایت جمیع طرق سے ضعیف ومنکر ہے، اس کی کوئی سند بھی شیعہ، مجہول الحال اور شیعہ ومتروک راویوں سے خالی نہیں ہے۔''

(البِداية والنّهاية : 87/6)

۞ علامہ عبدالرحمٰن معلّمی یمانی رحمہ اللہ (۱۳۸۶ھ) فرماتے ہیں:

''کئی وجوہ کی بنا پر اہل علم نے یہ قصہ منکر قرار دیا ہے:

① اگر ایسا واقعی رونما ہوا ہوتا، تو اسے اہم واقعات کی طرح (کثرت سے) نقل کیا جاتا۔ ② خارقِ عادت کاموں کے بارے میں اللہ عزوجل کی سنت ہے کہ وہ کسی عظیم مصلحت کے پیش نظر رونما ہوتے ہیں، لیکن اس واقعہ میں ایسی کوئی مصلحت نظر نہیں آ رہی۔ اگر مان لیا جائے کہ واقعی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی نمازِ عصر رَہ گئی تھی، تو کسی عذر کی وجہ سے رہی ہوگی، جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ عصر بھی غزوۂ خندق کے موقع پر رہ گئی تھی۔ اسی طرح صحابہ کرام کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں نماز فجر بھی لیٹ ہوگئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے وقت گزر جانے کے بعد ادا کی تھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وضاحت بھی فرمائی کہ عذر کی وجہ سے ایسا ہو جائے، تو اس پر گناہ نہیں ہوتا۔ بے شمار احادیث میں

بیان ہوا ہے کہ جو شخص پابندی کے ساتھ کسی عبادت کو سرانجام دیتا ہے، اگر کسی عذر کی وجہ سے وہ عبادت رہ جائے، تو اس کو اسی طرح اجر ملتا ہے، جس طرح ادا کرنے پر ملتا تھا۔ اور اگر یہ مان لیا جائے کہ (معاذ اللہ) سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بغیر کسی عذر کے نمازِ عصر لیٹ کی تھی، تو یہ ایک گناہ تھا، جسے اللہ چاہتا، تو معاف فرما دیتا اور اس معافی کے لیے سورج مغرب سے طلوع کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی، نہ اس کا کوئی فائدہ۔ اگر کوئی آدمی کسی کو ناجائز قتل کر دے، پھر اللہ مقتول کو دوبارہ زندہ کر دے، تو اس سے قاتل کا گناہ کسی صورت معاف نہیں ہوگا۔ یہ صورت بھی ایسی ہی ہے۔ ③ مغرب کی طرف سے سورج کا طلوع ہونا بڑی نشانی ہے، جب لوگ اسے دیکھیں گے، تو سب ایمان لے آئیں گے، جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے اور اللہ رب العزت کے اس فرمان کی تفسیر بھی یہی کی گئی ہے: ﴿يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ﴾ (الأنعام: 158) ''جس روز آپ کے رب کی کوئی بڑی نشانی آ پہنچے گی، اس دن کسی کا ایمان کام نہیں آئے گا، جو اس سے پہلے مؤمن نہیں ہوگا۔'' اب کیسے ممکن ہے کہ ایسی نشانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ ہی میں رونما ہو جائے اور اس کے نتیجہ میں کسی ایک بھی شخص کے ایمان لانے کے بارے میں کوئی بات نقل نہیں کی گئی۔''

(حاشية الفوائد المجموعة للشوكاني: 357، 358)